بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَلحَمْدُ للهِ رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِياءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجمَعِين، وَبَعْدُ:

082: سورۃ الانفطار کی مختصر تفسیر

سورۃ الانفطار کی مختصر تفسیر، ترجمہ۔ سورۃ الانفطار مکی سورۃ ہے۔ انیس آیات ہیں۔ جب مکی سورۃ کہتے ہیں تو اس سے مراد کیا ہے ؟ ہجرت سے پہلے یہ سورۃ نازل ہوئی۔ دوسرا فائدہ کیا ہوتا ہے کہ اس سورۃ کا جو تعلق ہے یا اس کا جو بنیادی پیغام ہے اس کا تعلق کس چیز سے ہے ؟ ایمانیات سے آیات الایمان اور مدنی سورۃ یا مدنی آیات کا تعلق آیات الاحکام سے ہوتا ہے بنیادی طور پر اگرچہ آیات الایمان کا بھی بعض اوقات ذکر ہوتا ہے اور اس سورۃ میں جیسا کہ پچھلی سورتوں میں بیان کیا گیا ہے بنیادی پیغام ملتا جلتا ہے آخرت پر ایمان آخرت کی ہولناکیوں کا ذکر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان، بعث پر ایمان اور لوگوں کی قسمیں اس موضوع کے تعلق سے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان لے آتے ہیں وہ کیسے ہیں جو انکار کرتے ہیں وہ کیسے ہیں اور ان دونوں کا انجام کیا ہے۔

اور اس عظیم سورۃ میں جیسے کہ سورۃ التکویر میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات سے کیا ہے ﴿اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ ۞ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ ۞ وَاِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ﴾ (التکویر:1-3) یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات ہیں۔ اس سورۃ کا آغاز بھی کچھ ایسے ہی الفاظوں سے ہوا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس عظیم سورۃ میں الإيمان باليوم الآخر والإيمان بالبعث والجزاء کس انداز میں بیان فرمایا ہے اور پھر اپنا محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم اس سورۃ کو کئی مرتبہ پڑھ چکے ہیں کیا یہ پیغام ہم نے سمجھے ہیں یا سمجھنے کی کوشش کی ہے کبھی۔ اگر کی ہے اور بار بار کی ہے تو الحمد للہ ﴿وَّذَكِّرۡ فَاِنَّ الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ (الذاریات:55) اور اللہ تعالیٰ سے مزید ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں اور اگر نہیں سمجھا پہلے تو پھر اب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اس نیت سے کہ ان شاءاللہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھیں گے تو اپنی اصلاح کے لیے اپنی بہتری کے لیے جو بھی اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام میں ہمارے لیے پیغام ہے ہم اس کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اور عمل کرنے کی بھی کوشش کریں گے تو آیئے دیکھتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ ۞ وَاِذَا الۡكَوَاكِبُ انۡتَثَرَتۡ ۞ وَاِذَا الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ ۞ وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ﴾ (الانفطار:1-4)

اس سورۃ کریمہ کا آغاز اس چار آیتوں سے ہوا ہے:

﴿اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ﴾(جب آسمان پھٹ جائے گا)﴿وَاِذَا الۡكَوَاكِبُ انۡتَثَرَتۡ﴾(اور جب ستارے جھڑ جائیں گے بکھر جائیں گے)﴿وَاِذَا الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ﴾(اور جب سمندر پھٹ جائیں گے)﴿وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ﴾(اور جب قبریں کریدی جائیں گی)۔

آسمان یہ خوبصورت آسمان یہ بہت وسیع آسمان اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم مخلوق ہماری اس دنیا کی چھت اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا اور یہ آسمان پھٹ جائے گا۔ کب؟ جب اس دنیا کا خاتمہ ہو گا جب قیامت قائم ہو گی تو نہ زمین رہے گی نہ آسمان رہے گا کچھ نہیں رہے گا آسمان پھٹ جائے گا اور آسمان میں جو تارے ہیں یہ بکھر جائیں گے۔ سمندر پھٹ جائیں گے آگ لگ جائے گی اور جو کچھ زمین میں ہے عمومی طور پر اور خصوصی طور پر جو قبریں ہیں وہ کھل جائیں اور جو کچھ قبروں میں ہے وہ باہر نکل آئے گا۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہے گی، نہ دنیا میں کبھی تھی اور نہ اس دن کوئی چیز مخفی رہے گی۔

ہمارے لیے پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ کتنا عظیم ہے جس کے حکم سے آسمان پھٹ جائے گا۔ آج سائنس نے ترقی کی ہے اور کہتی ہے جو ہمارا سورج ہے اس جیسے اور کروڑوں سورج ہیں اور پھر جو گلیکسیز ہیں کروڑوں گلیکسیز ہیں اور سب سے بڑا جو انہوں نے ابھی سورج دیکھا ہے وہ ہمارے سورج سے پتہ نہیں کتنے ملینز مرتبہ بڑا ہے، بکھر جائیں گے۔ السماء الدنیا کی ہم بات کر رہے ہیں جتنی گلیکسیز کی بات ہوئی السماء الدنیا ہے اس کا حصہ ہے۔ نہ آسمان رہیں گے اور نہ ہی آسمانوں کے تارے رہیں گے، پھر زمین کی بات ہوئی نہ سمندر رہیں گے اور خشکی میں جو سب سے اہم بات ہے وہ قبریں ہیں جن کا تعلق ہم سے ہے وہ بھی کھل جائیں گی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور جو ان کے اندر ہے وہ باہر آ جائے گا۔

جب یہ سب کچھ ہو گا ہمارا کیا حال ہو گا سوال یہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ وَاَخَّرَتۡ﴾ (الانفطار:5) اب ہماری بات ہے۔ یہ ساری ہولناکیاں کس لیے ہیں؟ تاکہ ہماری بات ہو ہمارے ساتھ کیا ہو گا۔ اے مکلف انسان! دیکھو تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ آسمان کو پھٹنے کا حکم تھا پھٹ گیا، تاروں کے بکھرنے کا حکم تھا بکھر گئے، سمندر کو ابلنے کا حکم ہوا تو وہ بھی ابل پڑے، قبروں کو کریدنے کا حکم ہوا وہ بھی کرید دی گئیں انسان! تمہیں بھی حکم دیئے تھے ہم نے دنیا میں کچھ کرنے کے لیے تم کیا کر کے آئے ہو؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

﴿عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ وَاَخَّرَتۡ﴾ اس دن قیامت کے دن روز محشر میں پہلا صور پھونکا گیا تو یہ ساری چار چیزیں ہوئی ہیں جن کا ذکر یہاں پر ہوا ہے، اور بھی چیزیں ہیں لیکن خصوصی طور پر یہ چار چیزیں ہیں۔ آسمان پھٹ گیا پہلا صور پھونکنے کے بعد

، ستارے بکھر گئے، سمندر ابل گئے اور جب دوسرا صور پھونکا گیا تو قبروں کے اندر سے بھی لوگ نکل گئے کیونکہ پہلا صور پھونکنے کے بعد کوئی زندہ چیز زندہ باقی نہیں رہے گی إِلَّا ما شاء اللہ اور دوسرا صور جب پھونکا جائے گا تو پھر ہر مردہ چیز زندہ ہو جائے گی۔ جب ہم زندہ ہوں گے تو کہاں ہوں گے؟ میدان محشر میں۔ قبروں کے اندر سے سب کو نکال لیا گیا، جو قبر میں نہیں تھا دھول میں اُڑ گیا راکھ بن کر اللہ تعالیٰ اسے بھی جوڑ دے گا ﴿وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ﴾۔

کیا ہوگا اس دن میدان محشر میں ہمارے ساتھ؟ ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ﴾ (اس دن ہر نفس جان لے گی کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے اور کیا پیچھے چھوڑا ہے)۔ آگے کیا بھیجا ہے اس دن کے لیے ہم نے کیا بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے؟ پیچھے تو کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے۔ ہمارے لیے کیا ہے؟ مال ہے تو ہمارا ہے کیا؟ پیچھے ہمارے لیے کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے زیرو ہے۔ آگے ہمارے لیے کیا ہے؟ اصل وہ ہے جو آگے ہم کر کے آئے ہیں ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ﴾ آگے ﴿وَأَخَّرَتْ﴾ پیچھے۔ سب کچھ اس دن یاد آجائے گا ایک ایک قول ایک ایک عمل سب سامنے آجائے گا۔

ہم میں سے سب بہتر جانتے ہیں آج ہم کیا کر رہے ہیں اور اپنے لیے کل کے لیے کیا بھیج رہے ہیں اور اس دنیا کے لیے جو بھی ہم چھوڑ رہے ہیں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اگر مال چھوڑ کر جاتے ہیں اور ہماری اولاد اس مال کو غلط استعمال کرتی ہے جبکہ ہم نے ان کی صحیح تربیت نہیں کی ہے ہمارے مال کو حرام طریقے سے استعمال کرتے ہیں تو ہماری بھی پکڑ ہو سکتی ہے ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ﴾۔

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾ (الانفطار:6) ((اللہ اکبر) اے انسان! تجھے اپنے ربّ کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکا دیا کس چیز نے بہکایا ہے؟)۔ غور سے ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ﴾، ﴿يَا أَيُّهَا﴾ ندا ہے ندا کرنے والا ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ منادی کون ہے کسے پکارا جا رہا ہے؟ جنس انسان ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ﴾۔ ﴿مَا غَرَّكَ﴾ (کس چیز نے تمہیں دھوکے میں رکھا ہے؟)۔ کس چیز کے تعلق سے؟ ﴿بِرَبِّكَ﴾ تمہارے ہی ربّ سے تمہیں دھوکے میں رکھا گیا ہے۔ اچھا کیسا ربّ ہے؟ اللہ اکبر ﴿بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾۔ الرحیم کیوں نہیں ہے "ما غرك بربك الرحيم" کیوں نہیں ہے؟ مقام رحمت کا نہیں ہے اس وقت مقام احسان کا ہے۔ ربك العظيم بھی نہیں ہے جبروت کا مقام نہیں ہے مقام احسان کا ہے۔

تیرے ربّ نے تجھ پر اتنے بڑے احسان کیے ہیں بعض کا ذکر ابھی ہونے والا ہے تیرا ربّ تو کریم ہے کیونکہ ربّ کا لفظ جب آتا ہے تو بعض لوگ ڈر جاتے ہیں۔ ربّ تو خالق، مالک، تدبیر کرنے والا، نفع و نقصان کا مالک، زندگی و موت کا مالک، مشکل کشا

حاجت روا اگر یہ صفات ہوں اور ساتھ رحمت کی صفت نہ ہو تو ڈر غالب ہو جاتا ہے اس لیے سورۃ الفاتحہ میں کیا ہے ؟﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(الفاتحہ:1-2) فوراً کیا ہے ؟﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ فوراً تسلی ہو جاتی ہے کہ یہ ربّ بھی ہے اور الرحمٰن الرحیم بھی ہے۔ یہاں پر ﴿بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ﴾ ہے کہ ربّ ہے اور ایسا ربّ ہے جو کرم کرنے والا ہے بہت سارے انعامات اور احسانات ہیں اس ربّ کریم کے اس ربّ عظیم کے۔

کیسے ؟﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ﴾(الانفطار:7)(جس نے تجھے پیدا کیا)۔ ہمیں کس نے پیدا کیا ہے ؟ جو لوگ کافر ہیں کسی ربّ کو نہیں مانتے، وہ یقیناً مانتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا ہے اور نہ اس اندھی، گونگی، بہری نیچر نے ان کو پیدا کیا ہے۔ ہٹ دھرمی سے کہہ دیتے ہیں نیچر، پھر کہتے ہیں بندر کی اولاد ہیں ہم لوگ۔ نیچر نے پیدا کیا ہے ایک چھوٹا سا کیڑا تھا پھر وہ کیڑا جو ہے آہستہ آہستہ ترقی کرتا گیا وہ مچھلی بن گیا پھر مچھلی سے مگرمچھ بنا پھر آہستہ آہستہ زمین پر چلنے لگا پھر بکری بنا پھر گدھا بنا پھر پتہ نہیں کیا بنا پھر بندر بنا پھر بندر سے انسان بنا۔ سبحان اللہ، اور یہ تھیوری فیل ہو چکی ہے سائنس دانوں نے جہاں سے یہ تھیوری نکلی تھی وہیں پر ہی دفن ہو گئی ہے۔

﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ﴾ کرسچن ربّ کو مانتے ہیں یقیناً جانتے ہیں کہ ان کے خالق سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نہیں ہیں یقیناً اپنے دل سے مانتے ہیں۔ ہندو یقیناً دل سے مانتے ہیں کہ رام ان کا خالق نہیں ہے، یہ بت جس کو وہ بناتے ہیں وہ ان کا خالق نہیں ہے۔

آگ کے پجاری پارسی اپنے دل سے یقیناً مانتے ہیں کہ آگ نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ کیوں ؟ آگ کو تم نے خود پیدا کیا ہے۔ آگ جلائی کس نے ہے ؟ اپنے ہاتھوں سے آگ جلاتے ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا خود کوئی خالق ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ بت کو خود اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں تو بت نے کہاں ان کو پیدا کرنا تھا ! تو پھر خالق کون ہے ؟ ایک ہی خالق ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ۔﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ﴾ تو ہر بندہ جانتا ہے کہ اس کا خالق اللہ تعالیٰ ہے کوئی اور ہو نہیں سکتا۔﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ﴾(تجھے جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک کیا پھر برابر کیا)۔﴿خَلَقَكَ﴾ ایک انعام ہے احسان ہے کرم ہے ﴿فَسَوّٰىكَ﴾ برابر کیا اور احسان ہے اور کرم ہے ﴿فَعَدَلَكَ﴾ اور احسان ہے۔

﴿فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ﴾(الانفطار:8)(جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا)۔ ہم بکھرے ہوئے تھے، ماں کے پیٹ کے اندر جب بچہ ہوتا ہے جب ہماری تخلیق ہوتی ہے میں نے تدبر قرآن کے درس میں آپ کو یاد ہو گا دکھایا بھی تھا ہم نے کچھ

تصویریں بھی دیکھی تھیں images دیکھے تھے کہ کس طریقے سے پانی کا قطرہ ہوتا ہے نطفہ ہوتا ہے کس طریقے سے الگ الگ خلیے (سیلز) ہوتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ہمیں نہ جوڑتا تو ہم بکھر جاتے۔ وہ سیلز کس طریقے سے بڑھتے گئے جڑتے گئے پھر آہستہ آہستہ سسٹم بنے، سیل تھا ٹشو بنا، ٹشو جو تھا آرگن بنا، آرگن سے سسٹم بنا، سسٹم سے ہمارا جسم بنا، ایک لفظ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿رَكَّبَكَ﴾۔

سسٹم الگ ہوتے تو ہم زندہ ہو سکتے تھے پھر؟ سب کو جوڑ دیا اب کوئی سسٹم کسی سے الگ ہو نہیں سکتا۔ دل اور دماغ کو دیکھ لیں الگ ہو سکتے ہیں؟ اگرچہ یہ نروس سسٹم ہے یہ سرکولیٹری سسٹم ہے دونوں مختلف ہیں لیکن جوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے۔ ہمارے ہاتھ ہمارے پاؤں ایک وقت تھا موجود نہیں تھے پھر وقت آیا چھوٹے چھوٹے پارٹیکلز تھے صرف پھر وقت آیا جو صرف خون کے جس طریقے سے ٹکڑے ہوتے ہیں اس طریقے سے پھر آہستہ آہستہ ان کے اندر ہڈی بنی پھر گوشت بنا پھر اوپر جلد آئی پھر یہاں انگلیاں نکلیں پھر آہستہ آہستہ ﴿فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ﴾ جو تصویر جو صورت اللہ تعالیٰ کو پسند تھی اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اور احسان ہے کہ نہیں؟ اور احسان ہے۔

اس میں تو ہم سب برابر ہیں ﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ﴾ ہر انسان ایسا ہے کہ نہیں؟ کافر ایسا ہے کہ نہیں؟ مسلمان بھی ایسا ہے، ہندو بھی ایسا ہے، کرسچن بھی ایسا ہے، بدھسٹ بھی ایسا ہے۔ الغرض ﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ﴾ انسان ہیں ناں۔ "مومن" نہیں فرمایا ﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ﴾۔

اچھا امیر ایسا ہے کہ نہیں؟ غریب کیسا ہے؟ اس میں سب ایسے برابر ہیں ناں کیا اور بھی کرم ہے اللہ تعالیٰ کا اس کے علاوہ؟ ہاں اور بھی ہے جو اس سے بڑھ کر ہے کیا ہے؟ مسلمان۔ اور کافر بہت ہیں مسلمان بھی ہیں پھر صحیح عقیدہ بھی ہے صحیح منہج بھی ہے۔ پھر جو امیر ہے اور مال کی دولت الگ کرم ہے، تندرست ہے الگ کرم ہے، صاحب گھر ہے بیوی ہے اس کی اور کرم ہے کتنے لوگ ہیں بغیر بیویوں کے شادی کے قابل نہیں ہیں۔ پھر اولاد بھی ہے اور کرم ہے کتنے لوگ بے اولاد ہیں۔ اب گنتے جائیں آپ ہم منہ دکھانے کے قابل ہیں! سبحان اللہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ﴾، ﴿الْكَرِيْمِ﴾ پر ذرا غور کریں۔ ﴿الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاۗءَ رَكَّبَكَ﴾۔

﴿كَلَّا﴾ (الانفطار:9) (ہرگز نہیں)۔ تیرے ربّ نے تجھ پر یہ سارے احسانات کیے ہیں اے انسان! تو کیا کر رہا ہے ﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ﴾ (بلکہ تم جزا اور سزا کے دن یعنی قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہو)۔

اور بھی احسان سن لیں،اے جھٹلانے والے ! جھٹلا تو تم چکے ہو کیا تم جانتے ہو﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَٰفِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝١١ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾(الانفطار:10-12)۔

﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَٰفِظِينَ﴾(اور بے شک تم پر نگہبان مقرر فرشتے ہیں نگہبانی کرنے والے ہیں حفاظت کرنے والے ہیں)۔ واللہ ! اگر اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت نہ کرتا ہم اس لائق ہر گز نہ تھے کہ ہم اپنی حفاظت کر سکتے واللہ ! اگر اپنی حفاظت ہم کرتے بھی ہیں اسباب شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے تو یہ کوئی کمال نہیں ہے ہمارا اصل حفاظت اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے ورنہ کتنے لوگ ہیں جو سیٹ بیلٹ بھی باندھتے ہیں ان کی اسپیڈ سو سے زیادہ ہوتی نہیں ہے بالکل آہستہ چلتے ہیں اور جو ٹریفک کے سائنز ہیں سب فنگر ٹپس پر ان کو یاد ہیں بالکل آرام آرام سے چلتے ہیں،ایکسیڈنٹ میں مرتے ہیں کہ نہیں مرتے ایکسیڈنٹ میں ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟ محفوظ وہ نہیں ہے جو اپنی حفاظت کرتا ہے محفوظ وہ ہے جس کی حفاظت اس کا ربّ کرتا ہے۔

﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَٰفِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِينَ﴾ یہ فرشتے حافظین بھی ہیں کرام بھی ہیں عزت والے ہیں﴿كَاتِبِينَ﴾لکھنے والے بھی ہیں۔﴿يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾(جو تم کرتے ہو وہ جانتے بھی ہیں)۔

کیا ہمیں شرم نہیں آتی ! اللہ تعالیٰ کے عزت والے فرشتے ہمارے قول و فعل کو درج کر رہے ہیں لکھ رہے ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں !﴿وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَٰفِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝١١ يَعْلَمُونَ﴾ جانتے ہیں جو جانتے ہیں وہ لکھ بھی دیتے ہیں﴿يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ﴾۔ہم کیا کہہ رہے ہیں کیا کر رہے ہیں اگر آج ہم نے آنکھیں نہیں کھولیں اور اچھے اور بُرے کے فرق کو نہیں پہچانا ،خیر اور شر کو پہچان کر خیر کو اپنا کر شر سے دوسری اختیار نہیں کی بھلائی کا راستہ اختیار نہیں کیا واللہ ! انجام اچھا نہیں ہونے والا۔ اس لیے آگے کیا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ؟ اب انجام سنیں دو قسم کے لوگ ہیں اور ان کے انجام بھی ویسے ہیں جیسے کہ وہ لوگ ہیں۔

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ﴾(الانفطار:13)(بے شک نیک لوگ جنت میں ہوں گے)۔ابرار، بھلے لوگ، نیکو کار اچھے لوگ،اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار لوگ،ہر خیر میں سبقت حاصل کرنے والے لوگ جن کا عقیدہ اور منہج صحیح ہے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور کر چکے ہیں﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ﴾۔

ان لوگوں نے یوم الدین کو جھٹلایا نہیں ہے اپنے ربّ کے احکام کے آگے سر جھکانے والے ہیں،زندگی میں صرف ایک مقصد تھا کہ ہمارا ربّ ہم سے راضی کیسے ہوتا ہے اسی کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے پوری دنیا نے مخالفت کی کسی کی پرواہ نہیں کی

۔اپنوں نے شدید مخالفت کی گالیاں دیں، دھتکارا، گھر سے نکالا، رشتے کو توڑا، تہمتیں لگائیں، جتنے بھی بُرے الفاظ ان کو آتے تھے ان سب الفاظوں سے نوازا لیکن دل میں صرف ایک ہی بات تھی کہ میرا ربّ مجھ سے راضی ہے کہ نہیں زندگی ایسے گزری ہے ان کی۔﴿اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ﴾ دنیامیں ابرار تھے آخرت میں نعیم میں ہیں، انجام ہے جنت۔

دوسری طرف﴿وَاِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ﴾(الانفطار:14) دیکھیں یاتو ابرار میں سے ہیں یا فجار میں سے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اگر ابرار میں سے نہیں تو فجار میں سے ہیں دونوں میں سے ایک لازمی ہے اس وقت ہم متعین کر سکتے ہیں اپنے کردار کو دیکھ کر اپنے قول و فعل کو دیکھ کر، اپنے عقیدے اور منہج کو دیکھ کر۔ ہم بتائیں یا نہ بتائیں اپنے ضمیر کو دھوکا نہیں دے سکتے ہم، زبان سے کہیں یا نہ کہیں اپنے دل کو نہیں جھٹلا سکتے ہم جو دل کے اندر ہے وہی ہیں ہم﴿اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿ۚ۱۳﴾ وَاِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ﴾ اور فجار بدکار لوگ جہنم میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب بلکہ بدترین عذاب کی جگہ ہے وہ جگہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے لیے بنایا ہے۔ یہ کب ملے گا ابرار کو نعیم اور فجار کو جحیم؟﴿یَّصۡلَوۡنَہَا یَوۡمَ الدِّیۡنِ﴾(الانفطار:15) جس دن کو جھٹلاتے تھے اسی دن کو جب اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اس دن ان کا انجام بھی ان کے سامنے آجائے گا﴿یَّصۡلَوۡنَہَا یَوۡمَ الدِّیۡنِ﴾۔"الجزاء من جنس العمل" یوم الدین کو جھٹلاتے رہے اب یوم الدین آیا ہے اب حساب کا وقت آیا ہے اب انجام کا وقت آیا ہے﴿یَّصۡلَوۡنَہَا یَوۡمَ الدِّیۡنِ﴾۔

﴿وَمَا ہُمۡ عَنۡہَا بِغَآئِبِیۡنَ﴾(الانفطار:16) (وہ اس سے ہرگز جدا نہ ہونے پائیں گے)۔ کبھی نکلیں گے نہیں جنتی جنت سے نہیں دوزخی دوزخ سے نہیں وہ دوزخی جو ہمیشہ دوزخی ہیں۔ لیکن وہ دوزخی جو اہل ایمان میں سے ہے لیکن کبیرہ گناہوں کی وجہ سے جہنم میں گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اگر عدل وانصاف اس سے کرنا چاہا اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے تو اس وقت تک جہنم میں سزا بھگتے گا جب تک کہ اپنے گناہوں سے پاک نہیں ہو جاتا۔ جب وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے پھر وہ جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے لیکن اسے یوں لگے گا کہ میں ہمیشہ جہنم میں رہا ہوں یہ جو وقت گزرا ہے تھوڑا وقت نہیں تھا میرے لیے۔ سبحان اللہ۔

﴿خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا﴾(الاحزاب:65) کے دو معنی میں نے کئی مرتبہ بتائے ہیں ایک ہے ہمیشہ کے لیے وہ کافروں کے لیے ہے اور ایک ہے بہت لمبے عرصے تک کہ یوں لگے کہ ہمیشہ کے لیے وہ رہا ہے، اسے یوں محسوس ہوگا اور یہ ان مومنوں کے لیے ہے جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور کبیرہ گناہ دو برابر نہیں ہوتے۔ بعض ایسے کبیرہ گناہیں جن کا مرتکب سب سے آخر میں جہنم سے فارغ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

﴿وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِ﴾(الانفطار:17)(اور تمہیں کیا خبر روز جزاو سزا کیا ہے (اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !))۔اس دن کیا ہونے والا اس دن کیا ہو گا اس دن کی کیا ہولنا کیاں ہیں؟ اللہ تعالی نے کیا تیار کر رکھا ہے کس کا انجام کیا ہونے والا ہے کون جانتا ہے؟ ابرار کو امید ہے حسن ظن ہے اپنے ربّ سے اور فجار یہ امید گنوا بیٹھے ہیں، حسن ظن بھی گنوا بیٹھے ہیں زندگی ساری اس کی مخالفت کرتے رہے۔ابرار کو ہمیشہ زندگی میں بھی دنیا میں بھی حسن ظن تھا اب آخرت میں بھی حسن ظن ہے﴿وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِ﴾۔

﴿ثُمَّ مَآ اَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِ﴾(الانفطار:18)(پھر تمہیں کیا خبر روز جزاو سزا کیا ہے؟)۔مزید تاکید ہے اس دن کی ہولناکی بیان کرنے کے لیے اہمیت بیان کرنے کے لیے تاکہ پتہ چلے کتنے بڑے خطرے کا دن ہے۔

آج ہم پڑھ رہے ہیں یہ سورۃ﴿وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِ ۝١٧ ثُمَّ مَآ اَدۡرٰىكَ مَا يَوۡمُ الدِّيۡنِ﴾کچھ فرق پڑا ہے؟ پڑھا تو ہے ہم نے دو مرتبہ کچھ فرق پڑا ہے؟ فرق پڑنا چاہیے۔کوئی شخص آکر کہتا ہے کہ فلاں جگہ مت جائیں وہاں پر بڑا خطرناک راستہ ہے خوفناک راستہ ہے، وہ راستہ خوفناک ہے خطرناک ہے مت جانا کوئی فرق پڑتا ہے سننے میں کہیں دو مرتبہ کہنے سے؟ ایک مرتبہ کہا تو ٹھیک ہے یار خطرناک ہو گا لیکن دوسری مرتبہ پھر اسے دہرانا اسی انداز سے اس بات کی اہمیت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ جو بات ہو رہی ہے کتنی بڑی بات ہے عام بات نہیں ہے۔جزا اور سزا کی بات عام نہیں ہے انجام کی بات ہو رہی ہے اور ہمیشہ کے انجام کی بات ہو رہی ہے۔

یوم الدین ہے کیسا یہ؟ جو اتنا عظیم دن ہے کیا خاص بات ہے اس دن کی؟﴿يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا﴾(الانفطار:19)(جس دن کوئی شخص کسی کا مالک نہ ہو گا نہ کسی کے کام آئے گا کسی کے لیے کچھ بھلا نہ کر سکے گا)۔

لفظ﴿تَمۡلِكُ﴾ہے تنفع نہیں، کوئی کسی کا مالک نہ ہو گا۔

دنیا میں ہم مالک ہیں ناں اپنے گھر کے ہیں اپنے گھر والوں کے ہیں بڑے ہیں سردار ہیں۔

اپنی قوم کا سردار ہے ان کا مالک ہے، بادشاہ اپنے ہم وطنوں کا جو اس کی رعایا ہے ان کا مالک ہے اُس دن سب برابر کھڑے ہیں سردار ہے آقا ہے، اس کا غلام ہے، حاکم ہے محکوم ہے، بڑا ہے چھوٹا ہے، مرد ہے عورت ہے میدان محشر میں سب کھڑے ہیں سب برابر ہیں کوئی کسی سے بڑا نہیں ہے۔یہ دنیا کی آزمائش تھی کہ کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا ہے، کوئی امیر ہے کوئی فقیر ہے، کوئی مرد ہے کوئی عورت ہے، کوئی غنی ہے اس دن سب برابر ہیں بادشاہ بھی اس وقت وہیں کھڑے ہوں گے کوئی کسی کا مالک نہیں

ہے اب کوئی کسی کے کام نہیں آنے والا۔ شفاعت نہیں ہوگی؟ شفاعت تو ہوگی ناں لیکن مالک نہیں ہے شفاعت کا ﴿تَمۡلِكُ﴾ کا لفظ ہے تنفع کا نہیں ہے۔

شفاعت کا مالک کون ہے؟ ﴿قُلۡ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيۡعًا﴾ (الزمر:44)۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ کے اولیاء بھی کریں گے، بچے بھی کریں گے اپنے والدین کی شفاعت لیکن مالک نہ تو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں نہ اولیاء ہیں اور نہ ہی بچے ہیں کوئی شفاعت کرنے والا شفاعت کا مالک نہیں ہے ﴿يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا﴾۔ تو مالک پھر کون ہے؟ ﴿وَالۡاَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾ یہ پیغام ہے ﴿وَالۡاَمۡرُ﴾ (سارے کا سارا امر جو بھی ہے اس دن صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اسی کا حکم چلے گا)۔

فرشتے ہیں صفوں میں کھڑے ہیں خاموش کوئی فرشتہ کلام تک نہیں کر سکے گا ﴿يَوۡمَ يَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۛ لَّا يَتَكَلَّمُوۡنَ﴾ (النبا:38)۔ سیدنا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے عظیم فرشتے صف باندھے کھڑے ہیں ﴿لَّا يَتَكَلَّمُوۡنَ﴾، ﴿اِلَّا﴾ (سوائے) ﴿مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ (اجازت اللہ تعالیٰ دے گا اور کہنے والا بھی سچ بات کہے گا) یہ شرط ہے۔ اور کون سچ کہے گا کون جھوٹ کہے گا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ نہیں؟ اور اجازت صرف اسے ملے گی جو سچ کہے گا صواب بات کہے گا، شفاعت کرے گا تو حق شفاعت کرے گا۔ کسی کافر کی شفاعت نہیں ہوگی کسی مشرک کی شفاعت نہیں ہوگی ﴿وَالۡاَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کہاں ہیں؟ اولیاء کہاں ہیں؟ فرشتے کہاں ہیں؟ سب خاموش ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے شفاعت الکبریٰ پہلے میں بیان کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کریں گے اور ایسے محامد اور تعریفیں اللہ تعالیٰ نازل فرمائے گا اس وقت جو کبھی کسی نے تعریف کی نہیں اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اٹھائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے محمد! تو کیا چاہتا ہے؟

"وَسَلۡ تُعۡطَ" (مانگو میں تمہیں دیتا ہوں) "وَاشۡفَعۡ تُشَفَّعۡ" (شفاعت کرو شفاعت قبول ہوگی) "فَيَحُدُّ لِي حَدًّا" پورے میدان محشر کی شفاعت نہیں مرضی کس کی ہے؟ ﴿وَالۡاَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلّٰهِ﴾۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال ہے باقی کا حال کیا ہوگا! "غوث کے پاس ایک رجسٹر تھا جس میں اس کے مریدین کے نام لکھے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جن کے نام اس رجسٹر میں درج ہیں وہ جنت میں ہیں"۔

وحی نازل ہوئی ہے کیا نبی تھے کہاں سے پتہ چلا ہے؟ اور یہ کس نے کہا ہے کہ رجسٹر جو ہے اس میں جنتیوں کے نام ہیں صرف اور وہی ہوں گے جو غوث کی بیعت کریں گے یا اس کے مرید ہوں گے؟ اور غوث کہتے ہوئے شرم نہیں آتی غوث ہے کون ؟! شدید کرب میں مدد کرنے والا شدید مشکل میں۔ مشکل کشا کون ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہے؟ کیا یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے بھی بڑھ کر ہیں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں سے بھی بڑھ کر ہیں؟!

اس لیے روافض کے نزدیک اور غالی صوفیوں کے نزدیک اماموں کا اور اولیاء کا وہ درجہ ہے جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا بھی نہیں ہے۔ جب یہ عقیدہ ہے رجسٹر ان کے پاس پہلے سے موجود ہے، جنت کی ٹکٹ ان کے پاس پہلے سے موجود ہے، اللہ تعالیٰ کے فرشتے تو خاموش ہیں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی خاموش ہیں بغیر اجازت کے کوئی بات نہیں کر پائے گا ان کے پاس تو کھلی چھوٹ ہے ناں۔ سن لیں اللہ تعالیٰ کا فرمان کیا یہ سورۃ نہیں سنتے کبھی نہیں پڑھی ﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ﴾۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، صحیح سمجھنے کے بعد صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری ذرّیت کو اور سب مسلمانوں کو شرک، بدعات اور خرافات سے دور فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن اور سنت کی صحیح سمجھ فہم السلف کے مطابق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ واللہ اعلم۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (082: سورۃ الانفطار کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio